مروجہ نظام زمینداری اور اسلام (۱۳)

مزارعت اور ائمہ اربعہ

از قلم : مولانا محمد طاسین

آیئے اب یہ دیکھیں کہ مزارعت کے متعلق چار ائمہ مجتہدین کا موقف کیا ہے جن کے علم وفضل، فہم وتفقہ اور ورع وتقوٰی پر امت مسلمہ کی عظیم اکثریت کا اعتماد رہا اور ان کو فقہ میں مجتہد مطلق اور امام تسلیم کیا گیا ہے اور پھر جن کے اجتہادات کی بنیاد پر چار فقہی مذاہب وجود میں آئے جو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کے ناموں سے مشہور ومعروف ہیں۔ اور جن کی طرف نسبت کو کروڑہا مسلمان اپنے لئے باعثِ فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان چار ائمہ سے میری مراد امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ہیں۔ اور جو اپنی بے پناہ شہرت کی وجہ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

مزارعت کے جواز وعدم جواز سے متعلق ائمہ اربعہ کا جو موقف ہے اس کے علم کا اصل ذریعہ خود ان کی اپنی کتابیں اور ان کے تلامذہ کی کتابیں ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم ان اصل اور ابتدائی کتابوں کی طرف رجوع کریں اور یہ دیکھیں کہ ان کے اندر مزارعت کے متعلق ائمہ کا موقف کیا لکھا ہے۔ وہ اسے جائز اور صحیح گردانتے تھے یا ناجائز اور باطل۔ چونکہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ میں اپنی کوئی کتاب نہیں ملتی بلکہ ان کی فقہ سے متعلق وہی کتابیں ہیں جو ان کے دو نہایت قابل اور ارشد تلامذہ امام محمد شیبانی اور قاضی ابو یوسفؒ نے لکھی ہیں جنہیں صاحبین کہا جاتا ہے لہٰذا مسئلہ مزارعت کے متعلق امام ابوحنیفہ کا موقف معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قاضی ابو یوسف اور امام محمد شیبانی کی کتابوں کو دیکھا جائے جو مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔ امام مالک کے موقف کو جاننے کے لئے المؤطا جو ان کی اپنی کتاب ہے اور المدونۃ الکبرٰی جو ان کے معتمد علیہ شاگرد امام سحنون کی جمع وتالیف کردہ ہے کو دیکھنا چاہئے۔ امام شافعی کے مسلک کو معلوم کرنے کے لئے خود ان کی کتاب الام کو اور امام احمد بن حنبل کا موقف جاننے کے لئے مختصر الخرقی کو دیکھنا ضروری ہے، صدیوں بعد لکھی ہوئی

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

متاخرین کی کتابوں پر اس سلسلہ میں تمام تر انحصار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بعد کے فقہاء عموماً اپنے امام کے موقف سے ہٹ گئے اور بعض نے اپنے امام کے موقف کی غلط ترجمانی بھی کی جس کا بڑا سبب ان کے زمانوں کے مخصوص معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالات تھے، بہرحال جب اصل اور بنیادی کتابیں دستیاب ہیں تو انہی پر اعتماد و بھروسہ کرنا چاہئیے۔

امام ابوحنیفہ رح اور مزارعت

مزارعت کے متعلق امام ابوحنیفہ کا موقف معلوم کرنے کے لئے جب ہم قاضی ابو یوسف کی کتاب الخراج کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں دو جگہ ہمیں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مزارعت کا معاملہ ایک فاسد اور قطعی ناجائز معاملہ تھا۔ پہلی عبارت یہ ہے کہ:

کان ابوحنیفۃ رحمہ اللہ ممن یکرہ ذٰلک کلہ فی الارض البیضاء وفی النخل والشجر بالثلث والربع واقل واکثر

(ص ۸۸ - الخراج)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے تھے جو مزارعت و مساقات کی ہر شکل کو برا اور ناجائز فرماتے تھے۔ وہ خالی زمین میں ہو یا باغ و درختوں میں تہائی کے بدلے ہو یا چوتھائی کے یا اس سے کم کے یا زیادہ کے۔

دوسری عبارت حسب ذیل ہے:

وجہ آخر المزارعۃ بالثلث والربع فقال ابوحنیفۃ فی ھذا انہ فاسد وعلی المستاجر اجر مثلھا۔

(ص ۹۱ - کتاب الخراج)

دوسری شکل ہے مزارعت تہائی اور چوتھائی پر، سو امام ابوحنیفہ کا اس کے متعلق موقف یہ ہے کہ وہ فاسد معاملہ ہے اور مستاجر پر اجر مثل اجیر یعنی کاشتکار کے لئے لازم ہوتا ہے۔

آخری جملے کا مطلب یہ کہ اگر کہیں دو آدمیوں نے آپس میں یہ معاملہ کر لیا ہو تو اسے فسخ کر دیا جائے اور کاشت کار نے جو محنت کی ہو اس کا اسے رواج کے مطابق معاوضہ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ادا کیا جائے یعنی مالک زمین اس کو اس کی محنت کی اجرت ادا کرے اور کاشت کار کا کوئی مالی خرچہ ہوا ہے تو وہ بھی اس کو ادا کرے۔

اسی طرح قاضی ابو یوسفؒ نے اپنی ایک اور کتاب جس کا نام ہے : اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلیٰ ، میں لکھا ہے یہ کتاب بھی مطبوعہ شکل میں موجود ہے

واذا اعطی الرجل الرجل ارضا مزارعۃ بالنصف او الثلث او الربع ، او اعطی نخلا وشجرا معاملۃ بالنصف او اقل من ذلک او اکثر فان اباحنیفۃ کان یقول ھذا کلہ باطل لانہ استاجرہ بشئی مجہول ویقول ارائیت لولم یخرج من ذلک شیئ الیس کان عملہ ذلک بغیر اجر۔

(ص ۲۴۱ ، ۲۴۰ ۔ کتاب مذکور)

اور جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو زمین مزارعت پر دے نصف کے عوض یا تہائی یا چوتھائی کے عوض ، یا ایک شخص باغ و درخت دوسرے کو مساقاۃ پر دے بعوض آدھے پھل یا آدھے سے کم یا آدھے سے زیادہ کے ، تو امام ابو حنیفہ فرماتے تھے یہ سب معاملہ باطل ہے کیونکہ اس میں ایک شخص دوسرے کو اجیر بناتا ہے۔ مجہول اُجرت کے بدلے ، اور یہ بھی فرماتے کہ بتلایئے اگر کسی وجہ سے کھیت اور باغ میں کچھ بھی پیدا نہ ہو تو ایسی صورت میں اس اجیر یعنی کسان و باغبان کا کیا کرایا سب کام بغیر اجرت کے تہس نہس ہو کر رہ جائے گا ؟

اس عبارت میں یہ جو الفاظ ہیں " فان اباحنیفۃ کان یقول ھذا کلہ باطل " یہ اس پر نہائت واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ آخر دم تک مزارعت کو ایک باطل معاملہ فرماتے رہے کیونکہ کان یقول ماضی استمراری کا صیغہ ہے ، اسی طرح اس عبارت میں اس معاملہ کے باطل ہونے کی جو وجہ بتلائی گئی ہے وہ بھی اس معاملے کے مستقل اور دائمی بطلان پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی کاشتکار کے لئے اس کے کام کی اجرت کا مجہول اور غیر یقینی ہونا

بعض احادیث نبویہ میں واضح ہدایت ہے کہ اجیر و مزدور سے کام لینے سے پہلے اسکو بالکل واضح طور پر بتلا دیا جائے کہ اس کی کتنی اجرت ہو گی یعنی باعتبار کمیت و مقدار کے اجرت

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

کا واضح تعین ہو مثلاً سنن الدارقطنی میں ہے :

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استأجر احدکم اجیرا فلیعلمہ اجرہ ۔

(ص ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دوسرے کو اجیر بنائے تو ضرور اسے اس کی اجرت کی مقدار بتلا دے ۔

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن استیجار الاجیر حتی یتبین اجرہ

(ص ۶۸ ـ ج ۳ ـ مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کسی کو اجیر مقرر کرنے اور کسی سے اجرت پر کام لینے سے یہاں تک کہ اس کیلئے اس کی اجرت بالکل واضح کر دی جائے۔

© rasailojaraid.com

امام ابوحنیفہ کے دوسرے شاگرد امام محمد الشیبانی مؤطا میں لکھتے ہیں :

وبھذا نأخذ لا بأس بمعاملۃ النخل علی الشطر والربع ومزارعۃ الارض البیضاء علی الشطر والثلث والربع وکان ابوحنیفۃ یکرہ ذلک ویذکر ان ذلک ھو المخابرۃ التی نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ص ۳۵۷ ـ مؤطا محمد

اور اس کو ہم لیتے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کچھ حرج نہیں کہ باغ کا معاملہ نصف یا چوتھائی پر کیا جائے یا زمین کا معاملہ نصف یا تہائی یا چوتھائی کے مزارعت پر کیا جائے اور ابوحنیفہ اس کو حرام اور ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے کہ یہ وہی مخابرہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور منع فرمایا ہے

اس عبارت میں امام محمد الشیبانیؒ نے اپنے متعلق یہ بتلایا ہے کہ وہ مزارعت کے جواز کے قائل ہیں لیکن ان کے استاذ امام ابوحنیفہ اس کے عدم جواز کے قائل تھے، امام محمدؒ کی دوسری کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ مزارعت کو مکروہ، فاسد و ناجائز معاملہ گردانتے تھے، مثلاً کتاب جامع صغیر میں لکھتے ہیں :

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة

محمد نے یعقوب یعنی قاضی ابویوسفؒ سے

© rasailojaraid.com

قال المزارعة فاسدة ، فان سقى الارض وكربها ولم تخرج شيئا فله اجر مثله ۔
(ص ۱۴۸ - جامع الصغیر)

روایت کیا انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا مزارعت فاسد معاملہ ہے۔ اگر کسی نے زمین سینچ اور جوت لی اور کوئی شے اس سے پیدا نہیں ہوئی تو کاشت کار کے لئے اجر مثل ہوگا۔

اور پھر متقدمین میں سے امام جعفر طحاوی کو لیجئے جو مذہب حنفی کے زبردست حامی اور ترجمان مانے گئے ہیں۔ اپنی حدیث اور فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مزارعت ناجائز اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ مثلاً اپنی کتاب مختصر الطحاوی میں لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

ولا بأس بالمزارعة على جزء من الاجزاء ما تخرج فى قول ابى يوسف ومحمد بن الحسن ولا يجوز ذلك فى قول ابى حنيفة
ص ۱۳۳ - مختصر الطحاوی

اور کچھ حرج نہیں مزارعت میں پیداوار زمین کے حصوں میں سے کسی حصہ پر ابویوسف اور محمد بن الحسن کے نزدیک اور امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق یہ جائز نہیں۔

علامہ السرخسی المبسوط میں لکھتے ہیں:

ان المزارعة والمعاملة فاسدتان فى قول ابى حنيفة وزفر وفى قول ابى يوسف ومحمد هما جائزتان
(ص ۱۷ - ج ۲۳)

بلاشبہ مزارعت اور مساقات دونوں فاسد معاملے ہیں امام ابوحنیفہ اور زفر کے فرمانے کے مطابق اور ابویوسف اور محمد کے فرمانے کے مطابق دونوں جائز ہیں۔

قدوری جو فقہ حنفی کا نہایت مستند متن ہے یہی ہے:

قال ابوحنيفة المزارعة بالثلث والربع باطلة
(ص ۱۵۸)

امام ابوحنیفہ نے فرمایا تہائی اور چوتھائی کے بدلے مزارعت ایک باطل معاملہ ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں علامہ الکاسانی لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

واما شرعیة المزارعة فقد اختلف فیھا قال ابوحنیفة انھا غیر مشروعة وبه اخذ الشافعی وقال ابویوسف ومحمد انھا مشروعة

(ص ۱۷۵ - ج ۶)

اور بہرحال مزارعت کی مشروعیت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اس کے غیر مشروع ہونے کے قائل ہیں۔ اور اسی کو امام شافعی نے بھی لیا ہے۔ اور قاضی ابویوسف اور محمد اس کے مشروع ہونے کے قائل ہیں۔

ہدایہ میں بھی علامہ مرغینانی نے یہی لکھا ہے۔

لا تجوز المزارعة والمساقاة عند ابی حنیفة

مزارعت اور مساقات دونوں ناجائز ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک

غرضیکہ فقہ حنفی کی ان ابتدائی اور بنیادی کتابوں میں جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں اور متقدمین نے لکھی ہیں، اس بات کی پوری صراحت ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مزارعت کا معاملہ باطل، فاسد، مکروہ، غیر مشروع اور ناجائز معاملہ تھا اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ابتدائی کتابوں میں کراہیت کا لفظ حرمت کے تقریباً ہم معنی تھا۔ ظاہر ہے کہ مجموعی طور پر یہ سارے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ امام اعظم کی نظر میں اس معاملہ کی نہی تنزیہی نہ تھی تحریمی تھی اور وہ شدت و سختی کے ساتھ اس معاملے کے مخالف اور اسے بالکل ختم کر دینے کے حق میں تھے۔ لہٰذا چھٹی صدی کے ایک فقیہ حاوی القدسی کا یہ لکھنا کہ:

"کرھھا ابوحنیفة ولم ینه عنھا اشد النھی۔"

"امام ابوحنیفہ نے مزارعت کے متعلق کراہیت کا اظہار تو کیا لیکن سختی کے ساتھ اس سے روکا نہیں"

کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے! اگر ایسی بات ہوتی تو خود ان کے دو شاگرد جو اس مسئلہ میں ان سے اختلاف بھی رکھتے تھے یہ توجیہہ پیش کر کے حقیقی اختلاف کی نفی کر سکتے تھے۔ حالانکہ انہوں نے برابر اس کا اثبات اور اظہار کیا، علاوہ ازیں جس شخص کی نظر ان دلائل پر ہو جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارعت کے عدم جواز میں پیش کئے ہیں وہ کبھی بھی علامہ حاوی القدسی کی مذکورہ بات سے اتفاق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ دلائل مزارعت کی شدید قباحت اور حرمت پر دلالت کرتے ہیں مثلاً صاحب الہدایہ نے جو دلائل لکھے ہیں ان میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جس میں آپ نے مخابرہ سے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

منع فرمایا ہے اور مخابرہ کے متعلق ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو اسے نہ چھوڑے اس کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے یا یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے برسر پیکار اور مصروف جنگ ہے، اور چونکہ ربو کو نہ چھوڑنے والوں کے لئے بھی قرآن مجید میں بعینہٖ یہی وعید اور دھمکی ہے جسے قرآن نے قطعی طور پر حرام بتلایا ہے لہذا اس سے مخابرت کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے جو مزارعت ہی کا دوسرا نام ہے

دوسری دلیل جو قیاسی نوعیت کی ہے یہ کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ قفیز الطحان سے منع فرمایا ہے جس کا مطلب یہ کہ اس طرح سے چکی والے سے آٹا نہ پسوایا جائے کہ اس کی اجرت پسے ہوئے آٹے میں سے ایک پیمانہ ہوگی، مطلب یہ کہ جو چیز اجیر و مزدور کی محنت سے وجود میں آئے اس میں سے کچھ اس کی اجرت نہ مقرر کی جائے۔ بلکہ الگ سے اجرت ہونی چاہیئے اور چونکہ مزارعت کے معاملہ میں بھی یہی طے پاتا ہے کہ کاشت کار کو اس کی محنت سے پیدا شدہ غلے وغیرہ کا ایک حصہ اس کی محنت کے عوض ملے گا لہذا حدیث مذکور کی رو سے یہ ممنوع و ناجائز قرار پاتا ہے۔

تیسری دلیل بھی قیاسی قسم کی ہے جس کی تفصیل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اجارے کے ایسے معاملے سے منع فرمایا ہے جس میں اجیر کے لئے اس کی اجرت کمیت و کیفیت کے لحاظ سے مجہول اور غیر یقینی ہو، اور چونکہ مزارعت میں بھی کاشتکار کی اجرت مجہول اور غیر یقینی ہوتی ہے۔ لہذا اس حدیث کے مطابق معاملۂ مزارعت ممنوع و ناجائز قرار پاتا ہے اور حدیث خیبر کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل خیبر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاملہ طے فرمایا تھا وہ مزارعت کا معاملہ نہ تھا بلکہ خراج مقاسمت کا معاملہ تھا۔ جو آج بھی جائز ہے اور مسلمان سربراہ حکومت، اپنے غیر مسلم ذمیوں کے ساتھ ایسا معاملہ کر سکتا ہے۔

غرضیکہ مزارعت کے عدم جواز سے متعلق امام ابوحنیفہ کے مذکورہ دلائل ثابت اور واضح کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ معاملہ بنیادی طور پر ایک ممنوع اور ناجائز معاملہ تھا اور وہ اس کی کسی شکل کو جائز و درست نہ سمجھتے تھے۔

رہا یہ سوال کہ اگر امام اعظم کے نزدیک مزارعت کا معاملہ بنیادی اور جوہری طور پر ایک باطل اور فاسد معاملہ تھا تو اس معاملہ سے متعلق وہ بعض ایسی تفریعات کے کیوں قائل ہوئے

© rasailojaraid.com

جو ایک بنیادی طور پر باطل معاملہ سے متعلق نہیں ہو سکتیں مثلاً ان کا یہ فرمانا :

فان سقی الارض وکربها ولم یخرج شیئاً فله اجر مثله (ص ۱۴۸۔ جامع الصغیر)	پس اگر کاشت کار نے دوسرے کی زمین کو پانی سے سینچ دیا اور جوت دیا اور کوئی چیز زمین سے برآمد نہ ہوئی تو

ایسی صورت میں کاشت کار کے لئے مالک زمین پر اجر مثل ہوگا۔

تو اس سوال کا جواب وہی ہے جو بعض علماء نے ان الفاظ میں دیا ہے۔

ان الامام کان یعلم ان الناس لیسوا العاملین علی مسائلتی فضرع المسائل علی التقدیر ان زادعوها فما ذا تکون احکامها (ص ۲۹۵۔ ج ۳۔ فیض الباری)	چونکہ امام صاحب یہ جانتے تھے کہ لوگ مزارعت کے معاملہ میں میرے قول پر عمل کرنے والے نہیں لہٰذا انہوں نے کچھ مسائل کی اس طرح تفریع کی کہ اگر کچھ لوگ مزارعت کا معاملہ کریں تو اس صورت میں اسکے احکام کیا ہونگے؟

مطلب یہ کہ امام اعظم نے مزارعت سے بعض فروعی مسائل کے بارے میں جو بعض احکام تجویز کیے، وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک یہ معاملہ بنیادی طور پر باطل معاملہ نہ تھا بلکہ اس وجہ سے تجویز کئے کہ کاشت کار کو اس کے عمل وکام کا معاوضہ ضرور ملے۔ اور اس کی محنت ومشقت یونہی رائیگاں نہ جائے۔ اسی طرح بیج والے کو اس کے بیج کا عوض ضرور ملے جو اس کا حق ہے۔

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ امام ابو حنیفہ کے دو نامور شاگرد قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی اپنے استاذ کے برخلاف جواز مزارعت کے قائل تھے اور جیسا کہ ان کی اپنی کتابوں میں مذکور ہے وہ اس کے جواز میں ایک معاملۂ خیبر والی حدیث بطور دلیل پیش کرتے تھے اور دوسری یہ قیاسی دلیل کہ مزارعت، مضاربت کے مشابہ ہے لہٰذا جب مضاربت جائز ہے تو مزارعت بھی جائز ہونی چاہیئے، تیسرے صحابہ وتابعین کے بعض آثار پیش کرتے تھے جو پیچھے آثار کی بحث میں ہم نے نقل کیے [illegible] حدیث خیبر مزارعت کا جواز ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس پر گذشتہ صفحات میں کافی تفصیل سے بحث ہو چکی اور جس سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اس حدیث سے مسلمانوں کے درمیان

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

... معاشرے کا قیام تھا وہ مزارعت کے جواز کی بنیاد پر نہیں بلکہ عدم جواز کی بنیاد پر ہی عمل میں آسکتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں امام ابوحنیفہ کی نظر ان تمام پہلوؤں پر تھی۔ لہٰذا انہوں نے غلط حالات کے ساتھ مصالحت کی بجائے مزارعت کے متعلق وہ موقف اختیار کیا جو اسلام کے اصل منشا کے مطابق اور نظری طور پر بالکل صحیح و درست تھا۔ اور یہ کہنا چاہیئے کہ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے مزارعت کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے موقف کو چھوڑ کر قاضی ابویوسف کے موقف کو عملاً اختیار کیا اور اس کی وجہ سے ان کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ بہرحال چونکہ امام ابوحنیفہ کا موقف صحیح اور حق تھا لہٰذا وہ علمی و نظری [illegible] ہر دور کے مستند کتابوں میں بھی لکھا گیا اور درس و تدریس میں اس کا برابر ذکر رہا اور ہر دور میں علماء کی ایک بڑی جماعت اس کی حمایت و تائید بھی کرتی رہی۔ اور پھر معاشیات کے موجودہ دور میں اسلام کے معاشی نظام کی، اشتراکی نظام پر بہتری و برتری اگر ہم نظری طور پر ثابت کر سکتے ہیں تو مزارعت کے متعلق قاضی ابویوسف کے موقف کی بنا پر نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ اور دوسرے ائمہ کے موقف کی بنا پر [illegible] جو مزارعت کے عدم جواز کے قائل تھے۔

امام مالک رح اور مزارعت

امام ابوحنیفہ کی طرح امام مالک مدنی بھی مزارعت کے عدم جواز کے قائل تھے اور اس کو ایک فاسد و باطل معاملہ بتلاتے تھے۔ اس کا سب سے یقینی ثبوت امام موصوف کی مشہور اور مستند کتاب المؤطا کی اس عبارت سے فراہم ہوتا ہے۔

فاما الرجل الذی یعطی ارضه البیضاء بالثلث والربع مما یخرج منها فهذا مکروه	لیکن جو شخص اپنی سفید زمین دوسرے کو کاشت کے لئے دیتا ہے پیداوار زمین کی تہائی اور چوتھائی کے بدلے تو یہ معاملہ مکروہ ہے۔
(ص ۴۲۹)	

مؤطا امام مالک کے شارح علامہ محمد الزرقانی نے عبارت مذکور کے آخری جملے "فهذا مکروه" کی شرح میں لکھا ہے: "ای حرام" یعنی حرام ہے۔ ص ۳۷، ج ۳۔

اسی مؤطا میں کچھ آگے یہ عبارت ہے:

سئل مالک عن رجل اکری	امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص کے متعلق

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

مزرعته بمائة صاع من تمر او مما يخرج منها من الحنطة او من غيرها يخرج منها فكره ذلك (ص ۲۹۷)

جس نے اپنا کھیت دوسرے کو کاشت کے لئے دیا بعوض ایک سو صاع چھوہاروں کے یا اسی کھیت سے پیدا شدہ گندم کے یا کسی اور پیداوار کے، تو مالکؒ نے اسے مکروہ بتلایا۔

شارح مؤطا علامہ زرقانی نے "فکرہ ذلک" کی شرح کی ہے "کراهته منع" یعنی کراہتہ تنزیہہ نہیں کراہتہ تحریم۔

دوسری کتاب "المدونة الکبری" جس کے راوی امام مالک سے عبدالرحمٰن بن قاسم اور ان سے امام سحنون بن سعید ہیں۔ اس کی ایک عبارت مزارعت کے متعلق حسب ذیل ہے:-

قلت أرأيت ان اكريت ارضا من رجل يزرعها قضبا او بقلا او قمحا او شعيرا او قطنية فما اخرج الله منها من شيئ فذلك بيني وبينه نصفين أيجوز هذا ام لا فقال مالك ان ذلك لا يجوز۔ (ص ۴۷۲، ۴۷۳ - ج ۳)

میں نے امام مالک سے عرض کیا آپ یہ بتلائیں کہ میں ایک شخص کو اپنی زمین دیتا ہوں کہ وہ اس میں ترکاریاں، سبزیاں یا گندم یا جو یا کپاس کاشت کرے پس اللہ تعالیٰ جو اس سے پیدا کرے وہ میرے اور اس کے درمیان نصف نصف ہوگا، کیا یہ معاملہ جائز ہے یا ناجائز؟ تو امام مالک نے جواب میں فرمایا: یہ معاملہ جائز نہیں۔

علامہ ابن رشد مالکی بدایۃ المجتہد میں مزارعت و مخابرت کے متعلق لکھتے ہیں:

اما حجته على منع كراء ما تنبت فهو ما ورد من نهيه صلى الله عليه وسلم عن المخابرة قالوا هي كراء الارض بما يخرج منها، وهذا قول مالك وكل اصحابه

لیکن امام مالک کی دلیل اس پر کہ پیداوار زمین کے ایک حصہ کے بدلے کراء الارض ممنوع ہے وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے، علماء نے کہا ہے کہ مخابرہ نام ہے پیداوار زمین کے ایک

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

حصہ پہ زمین کو کرائے پر یعنی مزارعت (ص ۲۱۰ - ج ۲)
پہ دینے کا، یہی قول ہے امام مالک اور ان کے تمام ساتھیوں کا۔

آخری جملے سے صاف ظاہر ہے کہ مخابرت و مزارعت کے ممنوع و ناجائز ہونے پر امام مالک، ان کے تلامذہ اور دیگر تمام مالکی علماء وفقہاء کا اتفاق و اتحاد تھا۔ احناف کی طرح ان کے مابین اختلاف نہ تھا، فقہ مالکی کی کتابوں میں مزارعت و مخابرت کے متعلق سرے سے الگ اور مستقل باب ہی نہیں جس طرح فقہ حنفی و فقہ شافعی وغیرہ کی کتابوں میں ہے۔ البتہ کراء الارض اور مساقات کے ابواب میں ضمناً اس کے متعلق بھی کچھ بحث آجاتی ہے لیکن وہ بھی نفی کے انداز سے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مالکیہ شرکت فی الزراعت کی کچھ صورتوں کو مانتے اور جائز تسلیم کرتے ہیں یا باغ کے اندر کچھ تھوڑی سی زرعی زمین ہو اور تبعاً وہ باغ کے معاملہ یعنی مساقات میں آجائے تو بعض شرائط کے ساتھ اس کو بھی جائز ٹھہراتے ہیں لیکن جب مزارعت سفید زمین سے متعلق مستقل ہو تو اس کو سب مالکی علماء فاسد اور قطعاً ناجائز معاملہ قرار دیتے ہیں بعض علماء جیسے امام سحنون جن کا نام عبدالسلام بن سعید ہے اور مدونۃ الکبریٰ کے مؤلف و مدوّن اور چوٹی کے فقہاء و علماء میں سے تھے مزارعت کے شدید طور پر مخالف تھے اور ان کا یہ فتوٰی تھا کہ مزارعت کے ذریعے حاصل ہونے والے غلّہ وغیرہ کا کھانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا حرام ہے

مزارعت اور امام شافعی رح

حضرت امام شافعی کے نزدیک بھی مزارعت کا معاملہ ایک باطل اور ناجائز معاملہ تھا البتہ باغ کی مساقات کو وہ جائز کہتے تھے، اس کا اظہار ان کی کتاب الام کی درج ذیل عبارت سے ہوتا ہے:

واذا دفع الرجل الی الرجل ارضا	اور جب کوئی آدمی دوسرے کو اپنی سفید
بیضاء علی ان یزرعھا المدفوعۃ	وخالی زمین کاشت کے لئے دے اور
الیہ فما اخرج اللہ منھا من	یہ طے کرے کہ اللہ اس زمین سے جو کچھ
شیئ فلہ منہ جزء من	پیدا کرے گا اس میں سے ایک حصہ
الاجزاء فھذہ المحاقلۃ و	اس کے لئے ہوگا، پس یہی وہ محاقلہ
المخابرۃ والمزارعۃ التی نھی	مخابرہ اور مزارعہ ہے جس سے رسول اللہ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ۔ (ص ۱۰۱، ۱۰۲، ج ۷ - الام)

صلّی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور منع فرمایا ہے ۔

اس عبارت سے متصل عبارت میں فرمایا ہے: فاحللنا المعاملۃ فی النخل خبرا عن رسول اللہ وحرمنا المعاملۃ فی الارض البیضاء خبرا عن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ۔ پس ہم نے باغ کے متعلق معاملے یعنی مساقات کو حلال ٹھہرایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے اور خالی سفید زمین کے متعلق معاملے یعنی مزارعت کو حرام کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی وجہ سے جو نہی مخابرت کے متعلق ہے

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی مساقات کو حلال اور مزارعت کو حرام سمجھتے اور کہتے تھے، امام ابوحنیفہ اور ان کے درمیان جو اختلاف ہے وہ مساقات کے بارے میں ہے مزارعت کے بارے میں نہیں، مساقات کو امام ابوحنیفہ مزارعت کی طرح ممنوع و ناجائز معاملہ کہتے تھے جبکہ امام شافعی اس کے جواز کے قائل تھے ۔

فقہ شافعی کے مستند متون (جنکی بیسیوں شرحیں لکھی گئیں ہیں) سے ایک علّامہ النووی کی منہاج الطالبین ہے اس میں مزارعت سے متعلق یہ عبارت ہے :

ولا تصح المخابرۃ وھی عمل الارض ببعض ما یخرج منھا والبذر من العامل ولا المزارعۃ وھی ھٰذہ المعاملۃ والبذر من المالک (ص ۷۵)

اور مخابرہ صحیح نہیں اور وہ ہے زمین کو کاشت کرنا کرانا اس کی پیداوار کے ایک حصّہ کے بدلے جبکہ بیج کاشتکار کی طرف سے ہو، اور مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ یہی معاملہ ہے جب بیج مالک زمین کی طرف سے ہو

دوسری کتاب منہج الطلاب کی عبارت اس معاملہ سے متعلق حسب ذیل ہے :

ولا تصح مخابرۃ ولو تبعا وھی معاملۃ الارض ببعض ما یخرج منھا والبذر من العامل، ولا المزارعۃ وھی کذٰلک والبذر من المالک (ص ۶۲ - علی ھامش المنھاج)

اور درست نہیں ہے مخابرہ اگرچہ وہ تبعاً یعنی مساقات کے ضمن میں ہی کیوں نہ ہو اور یہ زمین کی کاشت کا معاملہ ہے ۔ اس کی پیداوار کے ایک حصّہ پر جب کہ بیج کاشتکار کی طرف سے ہو اور نہ مزارعت درست ہے اور یہ بھی وہی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو ۔

© rasailojaraid.com

فقہ شافعی کی ایک اور کتاب عمدۃ السالک اور اس کی شرح فیض الالٰہ المالک میں لکھا ہے :۔

العمل فی الارض ببعض ما یخرج منہا ان کان البذر من المالک سمی مزارعۃ، او من العامل سمی مخابرۃ وھما باطلتان ۔
(ص ۱۷ ۔ ج ۲)

زمین میں کاشت کا کام کرنا کرانا بعوض اس کی بعض پیداوار کے پھر اگر بیج مالک زمین کی طرف سے ہو تو اس کا نام مزارعت ہے اور کاشت کار کی طرف سے ہو تو اس کا تو اس کا نام مخابرہ ہے ۔ اور وہ دونوں معاملے باطل ہیں ۔

شیخ الاسلام زکریا انصاری کی کتاب متن التحریر میں لکھا ہے :

والمزارعۃ ان یعقد علی الارض لمن یزرعھا بجزء معلوم مما یخرج منہا والبذر من المالک فان کان من العامل فھی المخابرۃ وھی باطلۃ کذا المزارعۃ الا فی البیاض بین النخل او العنب ان عسر سقیہا الا بسقیہ
(ص ۱۱۴ ۔ متن التحریر)

مزارعت زمین کاشت کرنے کرانے کے اس معاملے کا نام ہے جو پیداوار زمین کے ایک متعین حصے پر طے پاتا ہے جبکہ تخم مالک کی طرف سے ہو اور اگر تخم عامل کی طرف سے ہو تو مخابرہ ہے، مخابرہ بھی باطل ہے اور مزارعۃ بھی سوائے اس زمین کے جو باغ کے اندر ہو ۔ کھجوروں کے یا انگوروں کے، اگر باغ کو سیراب کرنا مشکل ہو بغیر اس زمین کو سیراب کرنے کے ۔ یعنی باغ کو پانی دینے سے اس کو خود بخود پانی مل جاتا ہو ۔

فقہ شافعی کی مختصر اور مطوّل سب کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ مزارعت و مخابرت کا معاملہ الگ اور مستقل حرام اور باطل ہے ۔ سوائے اس صورت کے کہ معاملہ تو باغ کا ہو جس کا نام مساقات ہے اور اس کے ضمن میں تبعاً کچھ مزارعت بھی آجائے ۔ اگرچہ بعض شافعی فقہاء کے نزدیک یہ بھی جائز نہیں ۔

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ شوافع میں کچھ علماء جو فقیہہ کم اور محدّث زیادہ تھے جیسے ابن خزیمہؒ، ابن المنذرؒ اور خطابیؒ وغیرہ تو وہ جواز مزارعت کی طرف مائل ہوئے ۔ لیکن فقہاء عام طور پر عدم جواز کے قائل رہے جو امام شافعی کا مسلک تھا ۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

مزارعت اور امام احمدؒ بن حنبل

ائمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبل کے متعلق فقہ حنبلی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مزارعت کی صرف ایک شکل جائز تھی جس میں بیج بھی مالک کی طرف سے ہو اور اگر بیج بھی کاشت کار کی جانب سے ہو تو مزارعت کی اس شکل کو وہ بھی ناجائز فرماتے تھے، مثلاً مختصر الخرقی میں ہے۔

تجوز المزارعة ببعض ما یخرج من الارض اذا کان البذر من رب الارض	پیداوار زمین کے ایک حصہ کے عوض مزارعت جائز ہے جب بیج زمین والے کی طرف سے ہو۔

اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ موفق الدین ابن قدامہ اپنی کتاب المغنی میں لکھتے ہیں:

ظاهر المذهب ان المزارعة انما تصح اذا کان البذر من رب الارض والعمل من العامل نص علیه احمد فی روایة جماعة واختاره عامة الاصحاب (ص ۵۸۹ - ج ۵)	ظاہر مذہب یہ ہے کہ مزارعت صرف اس صورت میں صحیح ہوتی ہے جب بیج مالک زمین کی طرف سے اور کام مزارع کی طرف سے ہو ورنہ نہیں۔ امام احمد کی یہی تصریح ہے۔ ایک جماعت کی روایت کے مطابق اور اسی کو عام علماء حنابلہ نے اختیار کیا۔

مطلب یہ کہ اگر کام کے ساتھ ساتھ بیج بھی کاشت کار کی طرف سے ہو تو یہ معاملہ فاسد اور ناجائز ہو جاتا ہے جیسا کہ اس عبارت میں تصریح ہے "وقد ذکر الخرقی انه فاسد فاذا اخرج المزارع البذر فسدت" ص ۵۹۱ - ج ۵ المغنی۔

بہر حال اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ ائمہ مجتہدین میں سے تین: امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مزارعت کے متعلق قطعی فیصلہ اور طے شدہ موقف تھا کہ یہ معاملہ فاسد، باطل اور مکروہ اور حرام معاملہ ہے جس سے مسلمانوں کو

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ضرور رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ جہاں تک مالکیوں اور شافعیوں کا تعلق ہے وہ اپنے اماموں کی تقلید میں مزارعت کو ناجائز سمجھتے ہوئے اس معاملے سے عملاً بچتے رہے معلوم ہوا ہے کہ بعض افریقی ممالک میں جہاں مالکیوں کی عظیم اکثریت ہے وہاں مزارعت کا نام و نشان نہیں اسی طرح جن ممالک میں شوافع کی بڑی اکثریت ہے وہاں بھی مزارعت کا کوئی رواج نہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ امام ابوحنیفہ کی تقلید کے دعویٰ اور حنفی کہلانے کے باوجود، حنفیوں نے مزارعت کے معاملہ میں اپنے امام کے موقف و مسلک کو بری طرح نظر انداز کیا اور باوجود کمزور دلائل کے صاحبین یعنی قاضی ابویوسف اور امام محمد الشیبانی کے موقف و مسلک کو اختیار کیا اور اس پر عمل پیرا ہے اور ہیں، اگر کتاب و سنت کے اصولی اور جزوی دلائل کے لحاظ سے صاحبین کا موقف مضبوط اور قوی ہوتا تو ترجیح کی ایک وجہ ہوسکتی تھی لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔

میں بلا خوف تردید پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج بھی اگر کسی عدالت عالیہ کے ججوں کی ایک جماعت کے سامنے اس مسئلہ سے متعلق امام ابوحنیفہ کا موقف اور اس کے دلائل، اسی طرح صاحبین کا موقف اور ان کے دلائل پیش کئے جائیں تو وہ دلائل کے لحاظ سے امام اعظم کے موقف کو صحیح اور قوی بتلائیں گے۔ اور اس کے اسلام کے منشأ اور تصوّرِ عدل کے عین مطابق ہونے کا فیصلہ دیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ مٹھی بھر مفاد پرست زمینداروں کے لئے وہ قابل عمل نہ ہو۔

(جاری ہے)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافہ اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

© rasailojaraid.com

Regd. L. No. 8193

'HIKMAT-E-QURAN' MONTHLY LAHORE

Vol 3 | JUNE 1984 | No. 4

آپ کے احباب کے لیے :

بہترین تحفہ

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبولِ عام تالیف

© rasailojaraid.com

مسلمانوں پر
قرآنِ مجید کے حقوق

خود پڑھیے اور دوستوں اور عزیزوں کو تحفۃً پیش کیجیے۔
دورانِ ماہِ رمضان اہل و عیال اور اعزّہ و اقارب کے ساتھ اجتماعی مطالعہ کیجیے

نوٹ

اِس کتابچے کا انگریزی اور عربی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، فارسی ترجمہ زیرِ طباعت ہے۔ اس کے حقوقِ اشاعت نہ ڈاکٹر صاحب کے حق میں محفوظ ہیں نہ انجمن کے!

مرکزی انجمن خدّام القرآن —— لاہور

۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن —— لاہور ◎ فون ۸۵۲۶۱۱

© rasailojaraid.com